افسانہ غرانیق

(۲)

ثاقب اکبر

افسانہ غرانیق کے حوالے سے ہم نے لغوی پس منظر' طبری کی متعلقہ روایت 'بعض مستشرقین کے تبصرے اور چند ایک اسلام دشمنوں کی تحریروں سے منتخب اقتباسات ملاحظہ کیے ہیں۔ یہاں تک ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ خود متعدد اہم مسلمان مورخین، مفسرین اور محدثین کے اشتباہ نے غیروں کو رنگ آمیزی کا موقع دیا ہے۔ تاہم اگر کوئی شخص قرآن اور حیات رسول اسلامؐ کا دیانتدارانہ مطالعہ کرے تو اس کے لیے اس حقیقت کے آشکار ہونے میں ذرہ بھر دیر نہیں لگتی کہ یہ سب افسانہ طرازیاں اور زیب داستاں کی کرشمہ سازیاں ہیں۔ ہم معاملے پر تحقیقی نظر ڈالنے کا آغاز خود سیاق و سباق کے جائزے سے کرتے ہیں۔اس کے بعد دیگر پہلوؤں پر نظر ڈالیں گے۔

سیاق و سباق کا جائزہ

۱) سورہ النجم جس میں مذکورہ آیاتِ شیطانی کا ذکر کیا جاتا ہے وہ ان آیات سے شروع ہوتی ہے :

وَالنَّجمِ اِذَا هَوٰیo مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَ مَا غَوٰیo وَ مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰیo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰیo عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰیo ـــ (۱۲)

قسم ہے ستارے کی جب وہ جھکے۔ تمہارا ساتھی گمراہ ہوا اور نہ بہکا۔ وہ اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا۔ وہ جو کچھ کہتا ہے وہ اس پر دحی کی گئی ہوتی ہے جو اسے بڑی طاقت والے نے تعلیم دی ہے۔۔۔

یہ آیات بڑے زور اور اصرار کے ساتھ کہہ رہی ہیں کہ (کم از کم) وحی کے معاملے میں پیغمبر اکرمؐ ہر گز ہر گز

گمراہ نہیں ہو سکتے اور نہ بہک سکتے ہیں اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے اور وہ سوائے وحی کے کچھ نہیں کہتے اور یہ سب انہیں انتہائی قوت و طاقت والے کی طرف سے تعلیم کیا جاتا ہے۔ عجیب منطق ہے کہ اسی لہجے اور اسی پیرائے میں بات کرتے ہوئے چند اہم جملوں بعد یہ فرض کر لیا جائے کہ وہ ”صاحبکم“ نعوذباللہ گمراہ بھی ہو گئے، شیطان انہیں بہکانے میں کامیاب ہو گیا، وہ اپنی قوم کو خوش کرنے کے شوق میں اپنی ”ھویٰ“ اور خواہش سے کلام بھی کرنے لگے اور ان کی زبان پر وحی الٰہی کے بجائے القائے شیطانی جاری ہو گیا اور ”شدید القویٰ“ کی تعلیم اور حفاظت بھی کچھ کام نہ آئی۔ الامان والحفیظ

۲) نام نہاد آیات شیطانی کے بعد کی آیات بھی قابل غور ہیں جن میں مسلسل ان بتوں کی تنقیص اور ان کے پجاریوں کی مذمت کی گئی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے :

اَفَرَءَ یْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰیo وَ مَنٰوۃَ الثَّالِثَۃَ الْاُخْرٰیo اَلَکُمُ الذَّکَرُ وَلَہُ الْاُنْثٰیo تِلْکَ اِذًا قِسْمَۃٌ ضِیْزٰیo اِنْ ھِیَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّیْتُمُوْھَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُکُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰہُ بِھَا مِنْ سُلْطٰنٍ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ مَا تَھْوَی الْاَنْفُسُ وَ لَقَدْ جَآءَ ھُمْ مِّنْ رَّبِّھِمُ الْھُدٰیo اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰیo فَلِلّٰہِ الْاٰخِرَۃُ وَالْاُوْلٰیo (۱۳)

کیا تم نے لات وعزیٰ اور آخری تیسرے منات کو دیکھا ہے۔ کیا تمہارے لیے تو لڑکے ہیں اور اس (اللہ) کے لیے لڑکیاں ہیں۔ یہ تو پھر غیر منصفانہ فیصلہ ہے۔ ان کی حقیقت اس کے سوا کچھ نہیں کہ یہ کچھ نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء نے رکھ رکھے ہیں جن پر اللہ نے کوئی دلیل نہیں اتاری۔ یہ (مشرک) تو فقط وہم و گمان کی اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں جبکہ ان کے پاس ان کے رب کی طرف سے ہدایت آچکی ہے۔ کیا انسان کو وہ سب کچھ میسر آجاتا ہے جس کی وہ تمنا کرتا ہے۔ جب کہ آغاز وانجام سب اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے۔

ان آیات کے حوالے سے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ مشرکین مکہ بتوں کو فرشتوں کا مظہر سمجھا کرتے تھے اور فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے جبکہ اپنے لیے ان کی ہمیشہ یہی خواہش ہوتی تھی کہ ان کے ہاں بیٹا پیدا ہو۔ اس کے لیے مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ کیجیے۔

۱) وَ یَجْعَلُوْنَ لِلّٰہِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَہٗ وَلَھُمْ مَّا یَشْتَھُوْنَo وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُھُمْ بِالْاُنْثٰی ظَلَّ وَجْھُہٗ مُسْوَدًّا وَّ ھُوَ کَظِیْمٌo (۱۴)

اور وہ (مشرکین) اللہ کے لیے بیٹیاں قرار دیتے ہیں۔ اللہ اس سے پاک ہے اور اپنے لیے اپنی من پسند (چیز) چاہتے ہیں اور جب ان میں سے کسی کو بیٹی کی (ولادت کی) بشارت دی جاتی ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ

جاتا ہے اور وہ غم (کے گھونٹ) پی کر رہ جاتا ہے۔

٢) اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخۡلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصۡفٰکُمۡ بِالۡبَنِیۡنَ○ وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمۡ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحۡمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجۡهُهٗ مُسۡوَدًّا وَّ هُوَ کَظِیۡمٌ○ اَوَ مَنۡ یُّنَشَّؤُا فِی الۡحِلۡیَةِ وَ هُوَ فِی الۡخِصَامِ غَیۡرُ مُبِیۡنٍ○ وَ جَعَلُوا الۡمَلٰٓئِکَةَ الَّذِیۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ سَتُکۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ وَ یُسۡئَلُوۡنَ ○ (١٥)

کیا اس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے لیے بیٹیاں قرار دی ہیں اور بیٹے عطا کرنے کے لیے اس نے تمہیں چنا ہے۔ جب ان میں سے کسی کو اس کی خوشخبری دی جاتی ہے جسے وہ رحمٰن کے لیے قرار دیتا ہے تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا ہے اور وہ غم (کے گھونٹ) پی کر رہ جاتا ہے۔

ان آیات سے واضح ہو گیا کہ مشرکین مکہ اپنے بتوں کو اللہ کی بیٹیاں یا ان کے مظاہر قرار دے کر ان کی پوجا پاٹ کرتے تھے۔ پہلے تو ان کے اس عقیدے کی تکذیب کی گئی ہے اور اس پر ان کی سرزنش کی گئی ہے۔ اسکے بعد فرمایا گیا ہے کہ ان بتوں کو معبود قرار دینا اور انہیں اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں یا فرشتوں کا مظہر سمجھنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا یہ تو سب ان کے اور ان کے آباء کے رکھے ہوئے نام اور عنوانات ہیں۔

اب آپ ذہن میں رکھیے کہ شروع کی آیات میں فرمایا گیا ہے کہ نبیؐ تو وحیِ الٰہی کے تحت کلام کرتے ہیں اور ان کے کلام میں نفسانی خواہش کا کوئی گزر نہیں جبکہ مشرکین کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے کہ بتوں کے بارے میں ان کی باتیں اور ان کے عقیدے ان کے گمانوں اور نفسانی خواہشات کے سوا کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ایسی آیات کے بیچ میں نبی پاکؐ کی زبان پر تو کجا کسی بھی ہوش مند انسان کی زبان پر یہ جملہ آسکتا ہے کہ :

یہ (بت) وہ بلند پرواز پرندے ہیں جن کی شفاعت کی امید کی جاتی ہے۔

(٣) طبری کی مذکورہ روایت میں اور اس حوالے سے نقل کی گئی دیگر روایات میں ہے کہ :

پس جب سورہ ختم ہو گیا تو... مسلمانوں نے بھی سجدہ کیا اپنے نبی کے سجود کے ساتھ 'ان پر جو کچھ نازل ہوا تھا اس بارے میں ان کی تصدیق کرتے ہوئے اور ان کے حکم کی اتباع میں سجدہ کیا اور قریش و غیر قریش میں سے جو مشرکین مسجد میں موجود تھے انہوں نے بھی جب اپنے خداؤں کا ذکر سنا تو سجدہ کیا...(١٦)

کیا یہاں پر یہ سوال نہیں ابھرتا کہ مذکورہ ایک جملہ تعریف کا سننے کے بعد انہی بتوں کی مذمت میں متعدد جملے بھی مشرکینِ قریش نے سنے اور پھر بھی خوشی خوشی سجدے میں گر گئے اور بقولِ طبری :

قریش (مسجد سے) نکلے تو جو کچھ انھوں نے اپنے خداؤں کے بارے میں سنا تھا اس پر خوش تھے۔ کہنے لگے کہ محمد نے ہمارے خداؤں کا بہت اچھا ذکر کیا ہے...(۱۷)

جبکہ ان کے عقائد کی مذمت کی گئی اور فرمایا گیا کہ یہ تو انہوں نے اور ان کے آباء نے فقط نام رکھ رکھے ہیں' حقیقت کچھ بھی نہیں۔ نیز اسے ان کا گمان اور خواہشات نفسانی کی پیروی قرار دیا گیا۔ کیا پھر بھی وہ خوش ہوئے کہ (نعوذ باللہ) رسولؐ نے ان کے بتوں کی تعریف کی ہے جبکہ راقم کی رائے میں بتوں کی مذمت والی آیات کی "مذمت" کے علاوہ کوئی تاویل نہیں کی جاسکتی اور وہ اپنے مفہوم و منطوق میں صریح ہیں جبکہ مزعومہ تعریفی جملوں کی تو تاویل بھی کی جاسکتی ہے اور ان سے یہ مفہوم مراد لیا جاسکتا ہے:

> کیا تم نے لات و عزیٰ اور آخری تیسرے مناۃ کو نہیں دیکھا کہ جو بلند درجے کی دیویاں ہیں اور جن سے (مشرکین) شفاعت کی امید رکھتے ہیں (ان مشرکین سے کہیے کہ) کیا تمہارے لیے لڑکے ہیں اور اس (اللہ) کے لیے لڑکیاں ہیں۔ یہ کس قدر غیر منصفانہ فیصلہ ہے۔ ان (بتوں) کی حیثیت اس کے سوا کچھ نہیں کہ (اے مشرکو!) یہ تم نے اور تمہارے آباء نے فقط نام رکھ چھوڑے ہیں۔ (تمہارے اس عقیدے کے لیے) اللہ نے تو کوئی دلیل نازل نہیں کی۔ یہ (مشرک) لوگ تو فقط گمان اور اپنی خواہشات نفسانی کی پیروی کرتے ہیں...

ایسے میں کیا ان میں سے کوئی بھی اس قدر عقل و خرد نہ رکھتا تھا کہ وہ دوسروں کو متوجہ کرتا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو' ان آیات میں تو تمہارے بتوں اور تمہارے عقائد کی مذمت کی گئی ہے؟

قرآن کی شرک اور بت پرستی کے خلاف جنگ

اس میں کسی کو شک نہیں کہ اسلام دینِ توحید ہے۔ رسول اللہؐ نے اپنی دعوت کی بنیاد ہی اس پر رکھی کہ:

قُولُوا لَاالٰہ اِلَّا اللّٰہ تُفلِحُوا

کہو: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں (اور) فلاح پا جاؤ۔

آپؐ کی اصل جنگ ہی شرک اور اس کے تمام مظاہر کے خلاف تھی اور اس دور میں رائج شرک کی بدترین صورت بت پرستی تھی۔ قرآن حکیم دعوت توحید سے مملو ہے۔ وہ بار بار اس امر پر زور دیتا ہے کہ ہر گناہ معاف کیا جاسکتا ہے لیکن شرک وہ گناہِ عظیم ہے جس کی معافی کی کوئی گنجائش نہیں۔ جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

(۱) اِنَّ اللّٰہَ لَایَغفِرُ اَن یُّشرَكَ بِهٖ وَ یَغفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن یَّشَآءُ وَ مَن یُّشرِك بِاللّٰہِ فَقَدِافتَرٰی اِثماً عَظِیماً (۱۸)

بے شک اللہ اس امر کو معاف نہیں کرتا کہ اس کا شریک ٹھہرا لیا جائے اور اس کے ماسوا جسے چاہتا ہے بخش

دیتا ہے اور جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو یقیناً اس نے ایسا جھوٹ باندھا جو گناہ عظیم ہے۔

۲) وَ اِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَ هُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَاتُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ

اور جب لقمان نے نصیحت کرتے ہوئے اپنے بیٹے سے کہا: اے میرے بیٹے! کسی کو اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا۔ یقیناً شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

اس مقالے میں ہم قرآن حکیم کی باقی تمام مثالوں سے چشم پوشی کرتے ہوئے ایک ایسی سورہ کا ذکر کرتے ہیں جو مشرکین کی اس تجویز کو مسترد کرتے ہوئے نازل ہوئی کہ "طرفین" ایک دوسرے کے "خداؤں" کو مان لیں۔ یہ سورۃ الکافرون ہے جس نے ایک دائمی اور کھلی جنگ کا اعلان کر دیا۔ اس سلسلے میں ہم بہت سی تفاسیر میں سے دو قدیم تفاسیر کی عبارات نقل کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں۔

(الف) شیخ ابو جعفر محمد طوسی اپنی عظیم تفسیر التبیان میں سورہ کافرون کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قیل: اِن هذه السورة نزلت جواباًلقول جماعة من المشركين دعوا النبى صلى الله عليه و آله وسلم إلى أن يعبد آلهتهم سنة و يعبدواهم إلهه سنة و فيهم نزل قوله "أفغير الله تأمرونى اعبد ايها الجاهلون" (۲۰) هٰذه قول ابن عباس و قيل: إنهم قالوا: نشرلَك فى أمرنا، فان كان الذى فى أيدينا خيراً كنت قد اخذت بحظ منه، و إن كان الذى فى يدك خيراً قد أخذنا بحظ منه۔ و قيل: إن الذى قال ذٰلك الوليد ابن المغيرة والعاص ابن وائل والاسود ابن المطلب و أمية ابن خلف (۲۱)

کہا گیا ہے کہ یہ سورۃ مشرکین کی ایک جماعت کے جواب میں نازل ہوئی جس نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی تھی کہ ایک برس آپ ہمارے خداؤں کی عبادت کر لیا کریں اور ایک سال وہ آپ کے خدا کی عبادت کر لیا کریں گے۔ انہی کے بارے میں اللہ کا یہ فرمان بھی نازل ہوا کہ:

افغير الله تأمرونى اعبد ايها الجاهلون

اے جاہلو! کیا تم مجھے غیر اللہ کی عبادت کرنے کو کہتے ہو؟

یہ ابن عباس کا قول ہے۔ نیز کہا گیا ہے کہ ان (مشرکین) نے کہا: ہم آپ کو اپنے امر میں شریک کر لیتے ہیں۔ پس اگر ہمارے ہاتھوں میں بھلائی ہوئی تو آپ اس میں سے اپنا حصہ پالیں گے اور اگر آپ کے ہاتھوں میں خیر ہوئی تو ہم اس میں سے اپنا حصہ پالیں گے۔

نیز کہا گیا ہے کہ جن لوگوں نے یہ بات کہی وہ ولید بن مغیرہ، عاص بن وائل، اسود بن مطلب اور

امیہ بن خلف تھے۔

ب) علامہ محمود بن عمر الزمخشری اپنی معروف تفسیر الکشاف میں سورہ کافرون کی شان نزول کے بارے میں کہتے ہیں :

المخاطبون كفرة مخصوصون قد علم الله منهم أنهم لا يؤمنون۔ روى أنّ رهطا من قريش قالوا: يا محمد' هلم فاتبع ديننا و نتبع دينك: تعبد آلهتنا سنة و نعبد إلهك سنة' فقال معاذ الله أن أشرك بالله غيره: فقالوا: فاستلم بعض آلهتنا نصدقك و نعبد إلهك' فنزلت' فغدا إلى المسجد الحرام و فيه الملأ من قريش فقام على رؤوسهم فقرأها عليهم' فأيسوا (۲۲)

اس سورہ کے مخاطب چند خاص کافر ہیں جن کے بارے میں اللہ جانتا ہے کہ وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

روایت کیا گیا ہے کہ وہ قریش کا ایک گروہ تھا جس نے کہا : اے محمدؐ! آئیں آپ ہمارے دین کی پیروی کر لیں اور ہم آپ کے دین کی پیروی کر لیتے ہیں' ایک برس آپ ہمارے خداؤں کو پوجا کریں اور ایک برس ہم آپ کے خدا کی عبادت کریں گے۔ اس پر آپ نے فرمایا : پناہ بخدا کہ میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کروں۔ پھر انہوں نے کہا : تو پھر ایسا کر لیں کہ آپ ہمارے چند خداؤں کو مان لیں۔ ہم آپ کی تصدیق کریں گے اور آپ کے خدا کی عبادت کرنے لگیں گے۔ اس پر یہ (سورہ کافرون) نازل ہوئی۔

پھر آپ (رسول اللہؐ) مسجد حرام میں آئے۔ اس میں قریش کے چند سردار موجود تھے۔ پس آپؐ نے ان کے سروں پر کھڑے ہو کر یہ سورت پڑھی۔ اس پر وہ (آپ سے) مایوس ہو گئے۔

اس میں شک نہیں کہ نبی اکرمؐ نے بڑی جرأت اور شہامت سے بت پرستی کا مقابلہ کیا۔ آخر وہ بت پرست جو آپ کی قوم اور قبیلے سے تعلق رکھتے تھے' انہیں آپ سے اور اختلاف ہی کیا تھا؟ اگر بتوں ہی کی "جلالت و عظمت" کو ماننا تھا تو پھر لڑائی اور جنگ کس بات پر تھی۔ یہاں یہ بات کہنا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ شان نزول منقول نہ بھی ہوتی تو سورہ کافرون بذات خود بہت صراحت سے ہر قسم کے شرک کے خلاف کھلے بندوں ہمیشہ کے لیے اعلان برأت کر رہی ہے۔ سورت کے لب و لہجہ پر غور کیجئے گا۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قُلۡ یٰۤاَیُّہَا الۡکٰفِرُوۡنَ۝ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ۝ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ۝ وَ لَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ۝ وَ لَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ۝ لَکُمۡ دِیۡنُکُمۡ وَلِیَ دِیۡنِ۝

کہہ دیجئے : اے کافرو! نہ میں عبادت کرتا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرتے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں اور نہ میں عبادت کرنے والا ہوں جس کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم

عبادت کرنے والے ہو جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔

حواشی

۱۲) القرآن' النجم۔ ۱۔۵
۱۳) القرآن' النجم۔ ۱۹تا۲۵
۱۴) القرآن' النحل۔ ۵۷'۵۸
۱۵) القرآن' الزخرف۔ ۱۶تا۱۹
۱۶) اصل عبارت مقالے کے آغاز میں نقل کی جا چکی ہے۔
۱۷) مقالے کے آغاز میں اصل عبارت دیکھیے۔
۱۸) القرآن' النساء ۴۸
۱۹) القرآن' النساء ۱۳
۲۰) القرآن' الزمر ۶۴
۲۱) طوسی' ابو جعفر محمد بن الحسن (۳۸۵۔۴۶۰ھ) التبیان فی تفسیر القرآن (دار احیاء التراث العربی' بیروت۔ ۱۴۰۹۔۱۰۔۴۲۰
۲۲) زمخشری' محمود بن عمر (م۔۵۲۸)۔ الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل (دار الکتاب العربی' بیروت۔ ۱۳۶۶ھ) ۴۔۸۰۸